بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترکِ تقلید ایک بدعت ہے

تالیف

أدیب الکمدانی

ترجمہ

سیّد طاہر حسین گیاوی

ترکِ تقلید ایک بدعت ہے

حضرت مولانا طاہر حسین گیاوی

دائرة الأوقاف والشؤون الإسلامية

سلسلة رسائل:

«بدع الخلف في ميزان السلف»

الرسالة الأولى

بدعة ترك المذاهب الفقهية



تأليف
أديب الكمداني

دائرة الأوقاف والشؤون الاسلامية. إدارة الإفتاء والبحوث. قسم البحوث

سلسلة رسائل:

«بدع الخلف في ميزان السلف»

الرسالة الأولى

بدعة ترك المذاهب الفقهية

تأليف
أديب الكمداني

سلسلۂ رسائل

پہلا رسالہ

فقہی مذاہب کی مخالفت بدعت ہے



بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد المصطفٰی، وبعد:

فقد "انقسم الناس إلى فرقتين: أصحاب حديث وأثر: وأهل فقه ونظر، وكل واحدة منهما لا تتميز عن اختها في الحاجة، ولا تستغني عنها في درك ما تنحوه من البغية والإرادة، لأن الحديث بمنزلة الأساس الذى هو الاصل، والفقة بمنزلة البناء الذى هو له كالفرع وكل بناء لم يوضع على قاعدة وأساس فهو منهار، وكل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر وخراب."

(معالم السنن ۱/۳ للحافظ ابى سليمان الخطابى توفي ۳۸۸ھ)

ز وقد صرح الخطابى بأن سوء القول فى الفقهاء إثم

فاما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر فان الاكثرين إنما كدهم الروايات وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ من الحديث الذى اكثره موضوع او مقلوب لايراعون المتون ولا يتفقهون المعانى ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون أنهم عن مبلغ ما أوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم اثمون .

(الانصاف فى بيان سبب الاختلاف للإمام ولى الله الدهلوى ص ۱۷) ط

امام حافظ ابو سلیمان خطابی متوفی ۳۸۸ھ کا ارشاد

لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

ایک جماعت حدیث اور اثر والوں کی ہے۔

دوسری جماعت فقہ اور نظر والوں کی ہے۔

ان میں سے کوئی بھی جماعت محتاج ہونے میں دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتی اور جس خواہش اور مقصد کے پانے کا رخ کرتی ہے اس میں ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتی ہے۔

اس لیے کہ حدیث کی حیثیت بنیاد کی ہے جو اصل ہے اور فقہ کی حیثیت عمارت کی ہے جو اسی اصل و بنیاد پر متفرع ہے۔

اور جو عمارت بھی کسی اصل اور بنیاد پر قائم نہ ہو وہ گر کر رہے گی اور جو بنیاد عمارت سے خالی ہوگی وہ جنگلی اور ویرانہ بن کر رہے گی۔ (معالم السنن ج۱: ص۳)

ز امام خطابی کا اعلان کہ فقہاء کی بدگوئی گناہ ہے

طبقۂ اہل حدیث کا حال ہے کہ ان میں اکثر کی کوشش (صرف بلا سوچے سمجھے) روایتوں کو بیان کرنا ہے اور سندوں کو اکٹھا کرنا اور ان احادیث سے غریب اور شاذ کو تلاش کرنا ہے جن کا اکثر حصہ موضوع اور مقلوب ہے یہ لوگ نہ الفاظ کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ معانی کو سمجھتے ہیں اور نہ مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور نہ اس کے دفینہ اور فقہ کو نکالتے ہیں اور بسا اوقات فقہاء پر عیب لگاتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور ان پر سنن اور احادیث کی مخالفت کا دعویٰ کرتے ہیں (اور الزام لگاتے ہیں) حالاں کہ یہ نہیں جانتے کہ جس قدر علم فقہاء کو دیا گیا ہے وہ خود اس کے حصول سے قاصر ہیں اور فقہاء کو برا بھلا کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں۔ (کشاف ترجمہ انصاف ص۵۳) ط

فلا يستقيم العمل بالحديث الا بالرائى ولا يستقيم العمل بالرأى الا بالحديث (كما قال محمد بن الحسن الشيباني ت۱۸۹هـ، أصول السرخسي ۲/۱۱۳)

وكما قال التابعي الثقة إبراهيم النخعي رحمه الله تعالى ت (۹٦ هـ) لايستقيم رأى إلا برواية ولا رواية الابرأى. (رواه أبو نعيم في الحلية ٤/ ۲۲٥)

وهذه شذرات ذهبية تبيّن أهمية الفقه في الدين، وأن الحديث الشريف لا بدَّ له من فقه وفهم كما أنه لا يستقيم فقه بلا حديث وأنه لابد للرجوع الى الائمة واتباع منهجهم وسلوكهم.

قال الامام احمد رحمه الله تعالى (ت ۲٤۱هـ)

ومن زعم أنه لا يري التقليد، ولا يقلد دينه احدا، فهو قول فاسق عندالله ورسوله صلّى الله عليه وسلّم إنما يريد بذالك إبطال الأثر، وتعطيل العلم والسنة والتفرد بالرأى والكلام والبدعة والخلاف وهذه المذاهب والأقاويل ألتى وصفت، مذاهب اهل السنة والجماعة والآثار، واصحاب الروايات، وحملة العلم الذين أدركناهم واخذنا عنهم الحديث، وتعلمنا منهم السنن، وكانوا أئمة معروفين ثقات أصحاب صدق، يقتدى بهم ويوخذ عنهم، ولم يكونوا أصحاب بدعة، ولا خلاف ولا تخليط، وهو قول ائمتهم وعلمائهم الذين كانوا قبلهم فتمسكوا بذالك رحمكم الله وتعلموه وعلموه، وبالله التوفيق، إنتهى.

امام محمد شیبانی کا فرمان عالیشان

رائے اور عقل کے بغیر حدیث پر صحیح ڈھنگ سے عمل نہیں کیا جاسکتا اور عقل اور رائے پر عمل حدیث کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔ (اصول السرخسی ج ۲: ص ۱۱۳)

تابعی جلیل امام نخعی کا ارشاد مبارک

روایت کے بغیر رائے درست نہیں ہوسکتی اور روایت بھی بغیر رائے کے درست نہ ہوگی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۴: ص ۲۲۵) امام نخعی رحمۃ اللہ کی وفات ۹۶ھ میں ہے۔

اور یہ سنہرے ارشادات دین کے اندر فقہ کی اہمیت کو بتاتے ہیں اور اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ حدیث پاک کے لیے فہم وفقہ لازمی ہے کیوں کہ جس طرح فقہ حدیث کے بغیر درست نہیں اسی طرح ائمہ فقہ کے طریقہ کار کی اتباع اور ان کی راہ کی پیروی کے بغیر چارہ نہیں۔

امام احمد بن حنبل کا ارشاد پاک متوفی ۲۴۱ھ

جس شخص کا گمان ہے کہ تقلید کوئی چیز نہیں اور وہ دین کے معاملہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا تو اس شخص کا قول خدا اور اس کے رسول کے نزدیک ایک نافرمان کا قول ہے جو اپنے اس قول کے ذریعہ علم وسنت کو رائیگاں اور اثر کو باطل کرنا چاہتا ہے اور خود رائی بکواس بدعت اور اختلاف کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے۔

یہ اقوال ومذاہب جو میں نے ماسبق میں ذکر کئے ہیں حدیث وآثار والوں اور اہل سنت والجماعت کے مذاہب ہیں اور ان ارباب علم کے اقوال ومذاہب ہیں جن کو ہم نے پایا ہے اور جن سے ہم نے علم حدیث حاصل کیا ہے اور جن سے سنن کی تعلیم حاصل کی ہے وہ اصحاب صدق اور معروف ومعتمد ائمہ دین تھے جن سے دین حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی پیروی کی جاتی ہے نہ وہ اہل بدعت تھے اور نہ مخالفت اور گڑبڑ پیدا کرنے والے تھے۔

اور یہی قول ان کے پہلے ائمہ دین کا ہے اس لئے تم بھی اس کو مضبوطی سے پکڑلو۔ (خدا تم پر رحم کرے) اور اسی کو سیکھ لو اور سکھاؤ توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

(أنظر طبقات الحنابلة للامام ابن ابى يعلى الفراء ۱/۳۱ و ۱/۶۵ فى الطبعة الجديدة التى طبعت بمناسة الاجتفال بمرور مائة عام على تاسيسى المملكة على تفقة خادم الحرمين الشرفين الملك فهد بن عبدالعزيز)

تنبيه: قال الامام احمد هذا الكلام خلال رسالة، رواها ابن ابى يعلى بسنده إليه، وقد وقع فى هذه الرسالة بعض الألفاظ المشكلة التى ننزه الإمام أحمد عن التلفظ بها ونجزم بأن أحد رواة هذه الرسالة هو الذى تصرف فى بعض ألفاظها لبعده عن الفقه ومدلولات الأ لفاظ، وهذا كثير فى الرواة غير الفقهاء، فقد وقع فى الرسالة خلال الحديث عن كلام الله تعالىٰ [و﴿كلم الله مُوسٰى تكليما﴾ من فيه وناوله التوراة من يده إلى يده] انتهى بحروفه:

فلفظ ((فيه)) و ((يده إلى يده)) لايتفق ذالك مع عقيدة الإمام أحمـد ومنهجـه فلا شـك أن ذالك من تصرف أحد الرواة عن الإمام أحـمـد:

ومع هذا فلا يمنع ذالك الأخذ بباقى الرسالة لأنها لا تخالف مذهبه ولا ما عليه السلف وكم من نص مروى بسند صحيح أكثر الفاظه لاغبار عليها أو عليه، إلا لفظة أو جزءً ا من النص رواه الرواة بالمعنى وتصرفوا فيه حسب فهمهم فأحالوا المعنى وقلبوه رأساً على عقب، وثبت ذالك فى بعض الأحاديث نبه عليها الحفاظ الفقهاء، وهذا فتح البارى للحافظ الفقيه ابن حجر خير شاهد على ذالك، فلينظر من أراد التحقيق فى هذة المسألة .

طبقات الحنابلہ تصنیف امام ابن ابی یعلی الفراء ج ا ص ۳۱ و ج ا ص ۶۵ طبع جدید جو سعودی حکومت کے صد سالہ جشن کے موقع پر شائع کی گئی ہے اور شاہ فہد خادم الحرمین الشریفین کے خرچ سے شائع ہوئی ہے۔

(نوٹ) امام احمد کا یہ ارشاد اس رسالہ کے اندر ہے جس کو ابن ابی یعلی نے امام احمد تک اپنی سند سے روایت کیا ہے اس رسالہ میں بعض ایسے مشکل الفاظ بھی ہیں جن کو زبان پر لانے سے ہم امام احمد کی ذات کو بری سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اس رسالہ کی راویوں میں سے کسی نے اس رسالہ کے بعض الفاظ میں تصرف کیا ہے، کیوں کہ وہ سمجھ اور الفاظ کے مدلولات سے بعید ہے، اور اس طرح کی بات غیر فقیہ راویوں سے بہت زیادہ واقع ہوتی ہے، پس امام احمد کے رسالۂ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد و **کلم اللہ موسی تکلیما** پر گفتگو کے دوران لکھا ہے:-

اپنے منھ سے گفتگو کی اور موسی کو توارت اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں دی لیکن یہ الفاظ امام احمد بن حنبل کے عقیدے اور مسلک سے میل نہیں کھاتے اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ امام احمد سے روایت کرنے والوں میں سے کسی کا تصرف ہے۔

لیکن اس کے باوجود اس رسالہ کے باقی حصہ کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ وہ نہ امام احمد کے مذہب کے خلاف ہے اور نہ اس مسلک کے جس پر سلف تھے بہت سے نصوص جو صحیح سند سے مروی ہیں ان کے بیشتر الفاظ یا وہ نص بے غبار ہوتے ہیں بجز ایک آدھ لفظ یا نص کے کسی خاص ٹکڑے کے جس کو کسی راوی نے بالمعنی روایت کردیا ہے یا اپنی فہم کے مطابق اس میں تصرف کرڈالا ہے، اس طرح انھوں نے معنی کو پھیر دیا ہے یا سر سے پاؤں تک الٹ کر رکھ دیا ہے یہ حقیقت بعض حدیثوں میں ثابت ہوچکی ہے جس پر حفاظ فقہاء نے تنبیہ بھی کردی ہے یہ فتح الباری حافظ فقیہ ابن حجر علیہ الرحمہ کی تصنیف اس بات پر بہترین گواہ ہے اس لئے جس کو اس مسئلہ کی تحقیق درکار ہو وہ اس کا بغور مطالعہ کرلے۔

وقال الإمام أحمد رحمه الله: إذا كان عندالرجل الكتب المصنفة فيها قول رسول الله صلّى اللهُ عليه وسلم واختلاف الصحابة والتابعين، فلا يجوز أن يعمل بما شاء ويتخير فيقضى به ويعمل به، حتى يسأل أهل العلم ما يؤخذ به: فيكون يعمل على أمر صحيح.

(إعلام الموقعين لابن القيم ١ / ٤٤)

وقال الامام الحافظ الفقيه أبوالحسن الميمونى رحمه الله تعالىٰ (ت ٢٧٤هـ) قال لى أحمد: يا أبالحسن إياك أن تتكلم فى مسئلة ليس لك فيها إمام. (مناقب الإمام أحمد لابن الجوزى ص ١٧٨، والمسودة لأل تيميه ص ٤٠١ و٤٨٤، والسير للذهبى ج١١/٢٩٦)

وقال الامام ابن تيمية رحمه الله تعالىٰ (٧٢٨هـ)

وما رواه (يعنى الامام احمد) من سنة او اثر وصححه أو حسنه أو رضى بسنده أو دونه فى كتبه ولم يرده ولم يفت بخلافه فهو مذهبه وقيل: لا. (المسودة لأل تيمية ص ٤٧٣)

امام احمد بن حنبل کی نصیحت

اگر کسی کے پاس ایسی کتابیں ہو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نیز صحابہ وتابعین کے اختلافات جمع کئے گئے ہیں تو اس کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ جیسے چاہے عمل کر لے اور جو پسند ہو اس کے مطابق فیصلہ یا عمل کر لے تاوقتیکہ اہل علم سے معلوم نہ کر لے کہ کس قول کو اختیار کرنا چاہیے تا کہ عمل صحیح امر پر ہو سکے۔

(اعلام الموقعین تصنیف ابن قیم ج۱/ص۴۴)

امام جلیل فقیہ ابوالحسن میمونؒ کا ارشاد مبارک

امام احمد بن حنبل نے مجھ سے فرمایا اے ابوالحسن تم کسی ایسے مسئلہ میں گفتگو کرنے سے پرہیز کرو جس میں تمہارا کوئی امام نہ ہو۔

مناقب الامام احمد تصنیف ابن الجوزی ص ۱۷۸ اور مسودہ لال تیمیہ ص ۴۰۱ و ۴۸۴ اور سیر اعلام النبلاء للذہبی ج۱۱/ص ۲۹۶)

فقیہ ابوالحسن میمونی کی وفات ۲۷۴ کی ہے۔

حافظ ابن تیمیہ کا فرمان وفات ۷۲۸ھ

امام احمد بن حنبل نے جس اثر یا سنت کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے یا اس کی سند پر راضی ہوئے یا اپنی کتابوں میں نقل کیا اور تردید نہ کی یا اس کے خلاف فتویٰ نہ دیا ہو تو وہ ان کا مذہب قرار پائے گا لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ مذہب قرار نہیں پائے گا۔ (المسودہ لال تیمیہ ص ۴۷۳)

ز قال العلامة الحافظ ابن القيم رحمه الله

ينقل عن عمر و بن الصلاح المتوفى (٦٤٣هـ)

ومن وجد حديثا يخالف مذهبه فان كملت الة الاجتهاد مطلقا أوفي مذهب امامه أو في ذالك النوع او في تلك المسئلة فالعمل بذالك الحديث اولى وان لم تكمل الالة ووجد في قلبه حزازة من مخالفة الحديث بعد إن بحث فلم يجد لمخالفته عنده جوابا شافيا فلينظر هل عمل بذالك الحديث امام مستقل أم لا فان وجدهٗ فله أن يتمذهب بمذهبه في العمل بذالك الحديث ويكون عذرًا له في ترك مذهب امامه في ذالك والله أعلم (اعلام الموقعين ٤/٢٣٧)

تحسين هذا لقول من الامام النووى، والامام ولى الله الدهلوى وحسنه النووى وقررهٗ. (عقد الجيد ص ٤٤) ط

وقال الامام الحافظ الناقد شمس الدين الذهبى رحمه الله (ت٧٤٨هـ) في سير اعلام النبلاء (٤٠٥/١٦) خلال رده على من يقول (ألأخذ بالحديث أولى من ألاخذ بقول الشافعي وابى حنيفة): قلت ـ القائل الذهبى ـ: هذا جيد لكن بشرط ان يكون قد قال بذالك الحديث إمام من نظراء هٰذين الامامين ـ الشافعي وابى حنيفة ـ مثل مالك أو سفيان أو الأوزاعى، وبأن يكون الحديث ثابتاً سالماً من علة، وبان لا يكون حجة ابى حنيفة والشافعي حديثاً صحيحاً معارضاً للأخر. أما من أخذ بحديث صحيح وقد تنكبه سائر أئمة الاجتهاد: فلا. انتهىٰ. ثم ذكر ادلة على ذالك.

علامہ ابن قیم حنبلی علیہ الرحمہ کی رائے عالی

ز ابوعمرو بن صلاح سے منقول ہے:

اگر کوئی شخص کسی حدیث کو اپنے مذہب کے خلاف پائے تو اگر اس میں مطلق اجتہاد یا اجتہاد فی المذہب یا اس نوع میں اجتہاد یا خاص اس مسئلہ میں اجتہاد کی مکمل اہلیت ہو تو اس کے لیے حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے، لیکن اگر اہلیت مکمل نہ ہو اور اپنے دل میں حدیث کی مخالفت سے قلق اور گرانی محسوس کرے جب کہ تلاش و تحقیق کے بعد بھی اس کی مخالفت کے لیے کوئی جواب شافی نہ پا سکا ہو تو پھر غور کرے کہ اس حدیث پر کسی مستقل (مجتہد مطلق) امام کا عمل ہے یا نہیں اگر کسی مستقل امام کا اس پر عمل ہے تو اس حدیث میں اسی امام کے مذہب پر عمل کر لے اور یہ اس کے لیے اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ دینے کے لیے صرف اس مسئلہ میں ایک عذر ہوگا۔ واللہ اعلم۔

امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ امام نوویؒ نے ابن صلاح کے اس قول کی تحسین کی ہے اور بلا تنقید برقرار رکھا ہے۔ (عقد الجید ص ۴۴) ط

امام ناقد حافظ شمس الدین ذہبیؒ کا فرمان ذیشان

حدیث پر عمل کرنا امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ کے قول پر عمل کرنے سے بہتر ہے۔

اس پر رد کرتے ہوئے امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:-

میں کہتا ہوں یہ عمدہ بات ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس حدیث پر عمل کا قائل ان دونوں اماموں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے ہمسر کوئی امام بھی ہو جیسے امام مالک یا امام سفیان یا امام اوزاعی اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ حدیث ثابت اور ہر علت سے پاک بھی ہو نیز یہ بھی شرط ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعیؒ کے پاس دلیل میں کوئی دوسری صحیح حدیث اس حدیث کے خلاف نہ ہو لیکن اگر کوئی کسی صحیح حدیث پر اس طرح عمل کرتا ہے کہ اس حدیث کے خلاف تمام ائمۂ اجتہاد جمع ہوں تو ایسی صورت میں ہرگز اس حدیث پر عمل جائز نہیں۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۱۶: ص ۴۰۵)

اس کے بعد امام ذہبی نے اپنے قول کے دلائل جمع فرمائے ہیں۔

وقال الحافظ الذهبی ایضا فی السیر (۱۸/ ۱۹۱-۱۹۲) بعد أن نقل قول ابن حزم: أنا أتبع الحق وأجتهد ولا أتقید بمذهب: فعلّق الذهبی علی ذلك ـ قلت: نعم، من بلغ رتبة الاجتهاد، وشهد له بذلك عدة من الائمة لم یسغ له ان یقلد ـ كما أن الفقیه المبتدی والعامی الذی یفحظ القران أو كثیراً منه لا یسوغ له الاجتهاد أبداً، فكیف یجتهد؟ وما الذی یقول؟ وعلام یبنی؟ وكیف یطیر ولما یُرَیِّش؟.

والقسم الثالث، الفقیه المنتهی الیقظ الفهم المحدث، الذی قد حفظ مختصرا فی الفروع، وكتابا فی قواعد الاصول، وقرأ النحو، وشارك فی الفضائل مع حفظه لكتاب اللّٰه وتشاغله بتفسیره، وقوة مناظرته، فهذه رتبة من بلغ الاجتهاد المقید، وتأهل للنظر فی دلائل الائمة.

امام ذہبی کا دوسرا ارشاد عالیشان

حافظ ابن حزم کا قول ہے کہ میں اجتہاد کرتا ہوں کسی مذہب خاص میں مقید نہیں حق کی پیروی کرتا ہوں ابن حزم کے اس قول کا رد کرتے ہوئے امام ذہبی فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں جو شخص اجتہاد کے رتبہ کو پہنچ چکا ہو اور اس کے حق میں چند ائمہ نے شہادت بھی دے دی ہو اس کے لیے تقلید جائز نہیں ہے۔

جس طرح کوئی عامی یا فقیہ مبتدی جس نے قرآن یا اس کا زیادہ حصہ یاد کرلیا ہے اس کے لیے اجتہاد جائز نہیں۔ بھلا وہ کیسے اجتہاد کرے گا؟ اور کیسے کوئی رائے قائم کرے گا؟ اور کس بل پر اپنے مذہب کی عمارت کھڑی کرے گا اور کیسے میدان اجتہاد میں پرواز کرے گا جب کہ اس کے پر بھی او گے نہ ہوں۔

تیسری قسم: وہ فقیہ منتہی بیدار مغز سمجھدار محدث ہے جس کو فروع میں کوئی مختصر یاد ہو اور قواعد الاصول میں کوئی کتاب یاد ہو اور نحو یاد ہو اور کمالات میں ایک حصہ کا مالک ہو ساتھ ہی اللہ کی کتاب حفظ اور اس کی تفسیر کا مشغلہ رکھتا ہو اور بحث و تحقیق کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جو اجتہاد مقید (یعنی اجتہاد فی المذہب) کو پہنچا ہے اور اماموں کے دلائل میں غور کرنے کا اہل ہے۔

فمتى وضح له الحق في مسئلة وثبت فيها النص وعمل بها أحد الائمة الأعلام كابي حنيفة مثلاً، أو كما لك أو الثوري أو الاوزاعي أو الشافعي وابي عبيد واحمد واسحاق، فليتبع فيها الحق ولا يسلك الرخص وليتورع، ولا يسعه فيها بعد قيام الحجة عليه تقليد، فان خاف ممن يشغب عليه من الفقهاء فليتكتم بها ولا يترائى بفعلها، فربما اعجبته نفسه، واحب الظهور فيعاقب، ويدخل عليه الداخل من نفسه، فكم من رجل نطق بالحق وأمر بالمعروف فيسلط الله عليه من يؤذيه لسوء قصده وحبه للرياسة الدينية، فهذا داء خفي سار في نفوس الفقهاء، (ثم قال الذهبي) ومن طلب العلم للمدارس والافتاء، والفخر والرياء: تحامق، واختال، وازدرى بالناس، وأهلكه العجب، ومقتته الأنفس ﴿قد أفلح من زكّٰها وقد خاب من دسّٰها﴾ انتهىٰ.

وقال الحافظ بن رجب الحنبلي رحمه الله (ت ٧٩٥) في كتابه...... بيان فصل علم السلف على علم الخلف (ص٥٧) فأما الائمة وفقهاء اهل الحديث فإنهم يتبعون الحديث الصحيح حيث كان، اذا كان معمولا به عند الصحابة ومن بعدهم أو عند طائفة منهم، فأمأ مااتفق السلف على تركه فلا يجوز العمل به، لانهم ما تركوه الإعلى علمٍ أنه لا يعمل به: قال عمر بن عبدالعزيز: خذوا من الراى ما يوافق من كان قبلكم، فإنهم كانوا أعلم منكم. انتهىٰ

تو ایسے شخص کے نزدیک جب کسی مسئلہ میں حق واضح ہو جائے اور اس میں کوئی نص ثابت ہو جائے جس پر ائمہ علام میں کسی کا عمل بھی ہو مثلاً امام ابوحنیفہ یا جیسے امام مالک یا سفیان ثوری یا امام اوزاعی یا امام شافعی اور ابوعبید یا امام احمد اور امام اسحاق تو اب اس مسئلہ میں حق کی پیروی کر سکتا ہے، لیکن رخصتوں کی راہ نہ اپنائے بلکہ تورع سے کام لے اور اب اس مسئلہ میں حجت قائم ہو جانے کے بعد اس کے لیے تقلید کی گنجائش نہیں ہے تاہم اگر اپنے اور فقہاء کے شور وشغب سے خطرہ محسوس کرتا ہو تو اس دلیل کو راز میں رکھے اور اس پر عمل کر کے نمائش نہ کرے، کیوں کہ بسا اوقات خود فریبی کا شکار ہو جائے گا اور شہرت پسند بن بیٹھے گا اور سزا بھگتنی پڑے گی اور اس کا نفس اس پر غالب ہو جائے گا بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے کلمہ حق بولا اور امر بالمعروف کیا لیکن ان کی بدنیتی اور دینی قیادت پسندی کی وجہ سے اللہ نے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جنھوں نے ان کو تکلیف پہنچائی پس یہ ایک خفی بیماری ہے جو علماء کے نفس میں گھسی ہوئی ہے۔

اور جو شخص علم کی طلب مدارس اور افتاء کے عہدوں اور فخر وریا کے لیے کرتا ہے وہ حماقت کا شکار اور فریب خوردہ بنا اور لوگوں کی عیب جوئی میں پڑا غرور نے اس کو ہلاک کیا اور لوگوں کی عداوتوں کا نشانہ بنا۔ قد افلح من زكاها وقد خاب من دساها.

حافظ ابن رجب حنبلی کا ارشاد گرامی

ائمہ دین اور اہل حدیث فقہاء کرام حدیث صحیح کی پیروی کرتے ہیں چاہے جہاں بھی موجود ہو بشرطیکہ وہ حدیث صحابہ اور ان کے بعد والوں کے نزدیک معمول بہ ہو یا ان میں ایک جماعت کے نزدیک معمول بہ ہو، لیکن وہ حدیث جس کے ترک پر سلف میں اتفاق ہو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ انہوں نے اس کو متروک نہیں قرار دیا مگر یہ کہ ان کے پاس اس بات کا علم ہے کہ وہ حدیث معمول بہ نہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں رائے میں سے صرف اس کو لے لو جو تم سے پہلے والوں کے موافق ہو کیوں کہ وہ تم سے زیادہ علم والے تھے۔ (بیان فضل علم السلف علی علم الخلف تصنیف ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ ص ۵۷)

وقال ابن رجب ایضا (ص ٦٩): وفی زماننا (والحافظ ابن رجب توفی سنة ٧٩٥) یتعین کتابة کلام ائمة السلف المقتدی بهم الی زمن الشافعی واحمد واسحاق وابی عبید، ولیکن الإنسان علی حذرمما حدث بعدهم، فانه حدث بعدهم حوادث کثیرة، وحدث من انتسب الی متابعة السنة والحدیث من الظاهریة ونحوهم، وهو اشد مخالفة لها، لشذوذه عن الائمة، وانفراده عنه بفهم یفهمه أو یاخذ مالم یأخذ به الائمة من قبله: انتهی .

تنبیه: هذه النصوص النفیسة ـ وإن کانت صادرة عن الائمة المتأخرین ـ فهی تؤید معنی ما قرره السلف وفیه التصریح بخطورة دعوی هجر المذاهب ومحاربتها والوقوف ضدها، من اناس ما شموا رائحة العلم، وتأمل کلام الحافظ الذهبی فإنه ذهبی، وتأمل کلام الحافظ ابن رجب فان فیه العجب.

وقال الامام التابعی الثقة ابراهیم النخعی رحمه الله، إنی لأسمع الحدیث فأنظر الی ما یؤخذ به فأخذ به وأدع سائره، (رواه بن ابی خثیمة کما فی شرح علل الترمذی لابن رجب ٤١٣/١، وابونعیم فی الحلیة ٢٢٥/٤)

حافظ ابن رجبؒ مزید فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں یہ بات متعین ہے کہ ان ائمہ سلف کے اقوال لکھے جائیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے امام شافعی اور احمد اور امام ابوعبید کے دور تک اور ان کے دور کے بعد جو کچھ رونما ہوا ہے اس سے پرہیز کیا جاے ء اس لیے کہ ان ائمہ کے دور کے بعد بہت سے نئے حوادث پیش آئے ہیں اور ایسے لوگ رونما ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے کو منسوب تو سنت اور حدیث کی پیروی کی طرف کیا ہے، حالاں کہ وہ سب سے زیادہ اس کی مخالفت کرنے والے ہیں، اس لیے کہ وہ ائمہ اسلاف سے الگ ہو گئے ہیں اور اپنی فہم کے اعتماد پر ان سے جدا ہو چکے ہیں یا ایسی روایتوں پر عمل کر لیا ہے جن پر ان سے پہلے کے ائمہ نے عمل نہ کیا تھا جیسے فرقۂ ظاہریہ وغیرہا۔ (بیان فصل علم السلف علی علم الخلف لابن رجب ص ٦٩)

نوٹ: یہ قیمتی ارشاد اگرچہ ائمہ متاخرین کے ہیں لیکن یہ اس منہج کی تائید کرتے ہیں جس کی اسلاف نے بنیاد ڈالی ہے اور ان ارشادات میں ان خطرناکیوں کی صراحت ہے جو ایسے لوگوں کے دعووں میں پوشیدہ ہے جن کو علم کی خوشبو بھی نصیب نہیں، مگر وہ فقہی مذاہب کے ترک اور ان سے مقابلہ کرنے اور ان کی مخالفت کے لیے کمر بستہ ہو گئے ہیں حافظ ذہبی کے سنہرے کلام میں غور کرو اور حافظ ابن رجب کے کلام کو بغور دیکھو اس میں عجیب نکتہ ہے۔

تابعی جلیل امام نخعی کا ارشاد

فرماتے ہیں میں حدیثوں کی سماعت کرتا ہوں پھر غور کرتا ہوں کہ ان میں سے کس کو لیا جائے گا تب اس کو لے لیتا ہوں اور باقی کو چھوڑ دیتا ہوں۔

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء ج ۴: ص ۲۵۵ روایت کیا ہے اور حافظ ابن ابی خثیمہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے، جیسا کہ ابن رجب کی شرح علل الترمذی کے جلد اول ص ۴۱۳ پر ہے۔

ـ حافظ ابن رجب علیہ الرحمہ کا انتقال ۷۹۵ھ میں ہوا ہے ۱۲

وقال الإمام المجتهد محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ رحمه الله (ت ٢٤٨) لایفقه الرجل فی الحدیث حتی یأخذ منه ویدع. (رواه بن عبد البر فی جامع بیان العلم ٢/١٣٠)

وقال الامام المجتهد عبدالله بن وهب رحمه الله (ت ١٩٧هـ) لقیت ثلاث مائة عالمٍ وستین عالمًا، ولولا مالك واللیث لضللت فی العلم. (رواه ابن حبان فی مقدمة المجروحین ج ١/٤٢)

وقال ابن وهب ایضا:

إقتدینا فی العلم باربعة إثنان بمصر واثنان بالمدینة: اللیث بن سعید وعمرو بن الحارث بمصر، والمالك والماجشون بالمدینة، لولا هؤلاء لکنا ضالین. (رواه ابن حبان أیضًا ١/٤٢)

والسبب فی انقاذ مالك واللیث له من الضلال صرح به ابن وهب نفسه، حیث قال مرة: لولا مالك بن انس واللیث بن سعد لهلکت، (وفی روایة لضللت) کنت أظن أن کل ما جاء عن النبی صلّى الله علیه وسلم یعمل به (انظر تاریخ دمشق لابن عاساکر ج٥٠/ص٣٥٩ وتاریخ بغداد ٧/١٣ وتهذیب الکلام ج٢٤/ص٢٧٠-٢٧١ وشرح العلل لابن رجب ١/٤١٣) وفی روایة (لابن عساکر فی التاریخ ٥٠/ ٣٥٩) أن إبن وهب ذکر اختلاف الاحادیث والناس فقال: لولا انی لقیت مالکا واللیث لضللت یقول لاختلاف الأحادیث. إنتهیٰ.

امام مجتہد محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ متوفی ۲۴۸ھ کا قول مبارک

حدیث کے علم میں تفقہ کا درجہ انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس میں سے کچھ پر عمل کرلے اور کچھ کو چھوڑ نہ دے۔ (جامع بیان العلم لابن عبدالبر ج:۲:ص۱۳۰)

امام مجتہد عبداللہ ابن وہب علیہ الرحمہ متوفی ۱۹۷ھ کا ارشاد گرامی

فرماتے ہیں میں تین سو ساٹھ علماء سے ملا ہوں لیکن اگر امام مالک اور امام لیث رحمہما اللہ نہ ہوتے تو میں علم کے باوجود گمراہ ہوجاتا۔ (ابن حبان فی مقدمۃ المجروحین ج۱/ص۴۲)

امام عبداللہ بن وہب کا دوسرا ارشاد

فرماتے ہیں ہم نے علم میں صرف چار علماء کی پیروی کی ہے دو مصر کے اور دو مدینہ کے لیث ابن سعد اور عمرو بن الحاث مصر کے ہیں اور امام مالک اور امام ماجیشون مدینہ کے ہیں اگر یہ چار علماء نہ ہوتے تو ہم گمراہ لوگوں میں شمار کیے جاتے۔

(حوالہ سابق ج۱:ص۴۲)

امام مالک اور امام لیث نے ان کو گمراہی سے کیسے بچایا اس کا سبب خود عبداللہ ابن وہب نے بیان فرمایا ہے اس لیے کہ خود انہوں نے ایک بار صراحت کی ہے کہ اگر امام مالک ابن انس اور امام لیث بن سعد نہ ہوتے تو میں ہلاک ہوگیا ہوتا اور ایک روایت میں ہے میں گمراہ ہوگیا ہوتا کیوں کہ میرا گمان تھا کہ جو حدیث بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج۵:ص۳۵۹ و تاریخ بغداد ج۱۳ص۷ و تہذیب الکمال ج۱۴:ص۲۷۰ و۲۷۱ و شرح العلل لابن رجب ج۱:ص۴۱۳)

اور ابن عساکر کی تاریخ ج۵ص۳۵۹ پر ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن وہب نے احادیث کے اختلافات کا اور لوگوں کے اختلافات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا اگر میں امام مالک اور امام لیث سے نہ ملا ہوتا تو گمراہ ہوجاتا ایسا احادیث میں اختلاف کی وجہ سے فرماتے تھے۔

وفی روایة عنه قال: لولا أن الله انقذنی بمالك والليث لضللت، فقيل له كيف ذالك؟ قال: أكثرت من الحديث فحيرني فكنت أعرض ذالك على مالك والليث، فيقولان لي: خذ هذا ودع هذا. (ترتيب المدارك للقاضي عياض ٤٢٧/٢)

وسبب هذا الاختلاف فی الفاظ وروايات كلام إبن وهب هو أنه كان يحدث بذالك مرارًا، فقد رویٰ إبن عبدالبر فی التمهيد (٢٦/١) من طريق ابی جعفر الأيلي قال: سمعت إبن وهب مالا احصی، لولا أن الله أنقذنی بمالكٍ والليث لضللت.

وقال ابن وهب أيضا، الحديث مضلّة إلا للعلماء: (ترتيب المدارك ٩٦/١)

وقال إبن وهب أيضا، كل صاحب حديث ليس له إمام فی الفقه فهو ضالٌ، ولولا أن الله أنقذنا بمالك والليث لضللنا. (الجامع لإبن ابی زيد القيروانی ص١٥١)

اور انہیں عبداللہ ابن وہب سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ مجھے امام مالک اور امام لیث کے ذریعہ نہ بچاتا تو میں گمراہ ہوگیا ہوتا ان سے دریافت کیا گیا ایسا کیوں؟ تو جواب میں فرمایا میں نے حدیثیں کثرت سے حاصل کیں مگر حدیثوں نے مجھے حیرانی میں ڈال دیا تو میں ان کو امام مالک اور امام لیث کے سامنے پیش کرتا رہا اور وہ دونوں مجھے بتاتے رہے کہ اس پر عمل کرو اور اس کو چھوڑ دو۔

(ترتیب المدارک تصنیف قاضی عیاض مالکی ج۲: ص۴۲۷)

عبداللہ ابن وہب کی روایتوں اور ان کے کلام میں الفاظ کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ بات بار بار کثرت سے بیان فرماتے تھے علامہ ابن عبدالبر نے التمہید ج۱: ص۲۶ پر ابوجعفر ایلی کے طریق سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن وہب کو ان گنت مرتبہ یہ کہتے سنا ہے اگر اللہ نے میری حفاظت امام مالک اور امام لیث کے ذریعہ نہ کی ہوتی تو میں گمراہ ہو جاتا۔

امام مالک کے جلیل القدر شاگرد امام عبداللہ بن وہب کا ایک اور ارشاد گرامی

فرماتے ہیں حدیثیں علماء کے علاوہ دوسروں کے لیے گمراہی کا ذریعہ ہیں۔

(ترتیب المدارک ج۱: ص۹۶)

نیز عبداللہ بن وہبؒ فرماتے ہیں: جس اہل حدیث کا فقہ میں کوئی امام نہ ہو وہ گمراہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ ہم کو امام مالک اور امام لیث کے ذریعہ نہ بچاتا تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ (الجامع لابن زید القیروانی ص۱۵۱)

وقال الامام سفيان بن عيينة رحمه الله تعالى (ت ۱۹۸هـ) الحديث مضلة إلا للفقهاء: نقله عنه إبن ابى زيد القيروانى وقال فى توضيح ذالك: يريد أن غيرهم قد يحمل شيئا على ظاهره وله تأويل من حديث غيره أو دليل يخفى عليه أو متروك أوجب تركه غير شيئ مما لا يقوم به إلا من استبحر وتفقه.

(انظر جامع لابن ابى زيد ص ۱۵۰)

وقال إبن وهب: نظر مالك الى العطاف بن خالد، فقال مالك: بلغنى أنكم تأخذون من هذا!! فقلت بلى فقال: ما كنا نأخذ إلا من الفقهاء. (ترتيب المدارك ج۱/ ۱۲٤-۱۲۵)

وقال الامام الشافعى رحمه الله (ت ۲۰٤هـ) قيل لمالك بن أنس: إن عند إبن عيينة عن الزهرى اشياء ليست عندك! فقال مالك: وأنا كل ما سمعته من الحديث أُحدِّث به؟ أنا إذن أريد أن أضلهم، (رواه الخطيب فى الجامع لأخلاق الراوى وآداب السامع ۲/ ۱۰۹)

وقال محمد بن القطان رحمه الله لو أن إنسانا اتبع كل ما فى الحديث من رخصة لكان به فاسقاً. (العلل للإمام احمد ۱/ ۲۱۹).

امام سفیان بن عیینہؒ متوفی ۲۹۸ھ کا فرمان عالیشان

حدیثیں فقہاء کے علاوہ باقی لوگوں کو گمراہ کر دینے والی ہیں۔

ان کا یہ قول ابن ابی زید القیروانی نے نقل کرنے کے بعد اس کی تشریح میں فرمایا ہے کہ ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ غیر فقہاء میں سے کوئی شخص حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کر لیتا ہے، حالاں کہ کسی دوسری حدیث سے اس میں تاویل ضروری ہوتی ہے یا اس حدیث کے خلاف کوئی دلیل ہوتی ہے جو اس پر مخفی رہ گئی یا وہ حدیث متروک العمل ہے جس کے ترک کو واجب کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے جس پر ماہر فقہ یا عالم تبحر ہی حجت قائم کر سکتا ہے۔ (الجامع لابن زید القیروانی ص۱۵۰)

امام مالک کا ارشاد گرامی

عبداللہ ابن وہب فرماتے ہیں امام مالک نے عطاف[1] بن خالد کو دیکھ کر فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اس سے حدیثیں حاصل کرتے ہو تو میں نے کہا ہاں! اس پر امام مالک نے ارشاد فرمایا ہم لوگ صرف فقہاء سے علم حاصل کرتے تھے۔

(ترتیب المدارک ج۱: ص۱۲۴و۱۲۵)

امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کا فرمان مبارک

فرماتے ہیں امام مالک بن انس سے کہا گیا سفیان بن عیینہ کے پاس امام زہری سے مروی بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو آپ کے پاس نہیں ہیں، اس پر امام مالک نے جواب میں فرمایا کیا میں جتنی حدیثیں سنتا ہوں سب بیان کر دیتا ہوں؟ اگر ایسا کروں تب تو میں لوگوں کو گمراہ کر ڈالوں گا۔ (خطیب بغدادی نے اس کو الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع کی ج۲ ص۱۰۹ پر نقل کیا ہے)

امام محمد ابن یحییٰ قطان کا ارشاد عالی

فرماتے ہیں اگر کوئی انسان ان تمام رخصتوں کی پیروی کرنے لگے جو حدیث میں آئی ہیں تو وہ اس کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا۔ (العلل للامام احمد ج۱: ص۲۱۹)

---

[1] عطاف بن خالد ابوصفوان المدنی۔ تہذیب التہذیب جلد۷ ص۱۴۲

وقال الحافظ أبونعيم الفضل بن دكين رحمه الله (ت ٢١٨هـ)، وهو من أشهر مشاهير شيوخ البخاري: كنت أمر على زفر (وهو من أكابر فقهاء أصحاب الإمام أبي حنيفة) وهو محتب بثوب في كنده فيقول: يا أحول، تعال حتى أغر بل لك أحاديثك: فأريه ماقد سمعت، فيقول: هذا يوخذ به وهذا لا يؤخذ به، وهذا ناسخ وهذا منسوخ.

(الفقيه والمتفقه ١٦٣/٢)

وقال الإمام اسماعيل بن يحيى المزني رحمه الله (ت ٢٦٤هـ) فانظروا رحمكم الله على ما في أحاديثكم التي جمعتموها: واطلبوا العلم عند اهل الفقه تكونوا فقهاء إن شاء الله.

(ألفقيه والمتفقه للخطيب ٣٥/٢)

وقال الامام ابوالزناد عبدالله بن ذكوان أمير المؤمنين في الحديث رحمه الله (ت ١٣٠هـ): وإيم الله إن كنا لنلتقط السنن من اهل الفقه والثقة، ونتعلمها شبيها بتعلمنا اىٔ القران.

(جامع بيان العلم لابن عبدالبر ٩٨/٢)

حافظ ابونعیم فضل بن دکین متوفی ۲۱۸ھ کا ارشاد گرامی

یہ امام بخاری کے مشہور شیوخ میں سب سے زیادہ مشہور شیخ ہیں۔

فرماتے ہیں میں امام زفر (جو امام ابوحنیفہ کے شاگردوں اور اکابر فقہاء میں ہیں) کے پاس سے مقام کندہ میں گذرتا تو وہ کپڑے سے احتباء کر کے بیٹھے ہوتے تھے تو کہتے اے بھینگا یہاں آتا کہ تیرے لیے تیری حدیثوں کو چھان پھٹک کر تجھ کو دے دوں جب میں ان کے سامنے وہ ساری حدیثیں جو سنی ہوتیں پیش کر دیتا اور وہ فرماتے اس حدیث پر عمل کیا جائے گا اور اس پہ عمل نہیں کیا جائے یہ ناسخ ہے وہ منسوخ ہے۔

(الفقیہ والمتفقہ ج ۲: ص ۱۶۳)

امام اسماعیل بن یحیٰی المزنی رحمہ اللہ متوفی ۲۶۴ھ کا ارشاد گرامی

فرماتے ہیں اللہ تم پر رحم کرے ان حدیثوں پر جن کو تم نے جمع کر لیا ہے غور کر لیا کرو اور علم اہل فقہ سے حاصل کرو تو انشاء اللہ تم فقہاء بن جاؤ گے۔

(الفقیہ والمتفقہ للخطیب ج ۲ ص ۳۵)

امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان متوفی ۱۳۰ھ کا فرمان

خدا کی قسم ہم لوگ سنتوں کا علم قابل اعتماد اور فقہ والوں سے لیا کرتے تھے، اس کو اس طرح سیکھتے تھے جس طرح ہم قرآن کی آیتیں سیکھتے ہیں۔

(جامع بیان العلم لابن عبدالبر ج ۲: ص ۹۸)

وقال الامام الجليل إبن أبى زيد القيروانى رحمه اللّٰه تعالىٰ (ت ۳۸۹ھ)، وهو يُعَدِّدُ عقائد أهل السنة والحق، ويذكر هديهم: (والتسليم للسنن) لا تعارض برأى، ولا تدفع بقياس، وما تأوله منها السلف الصالح تأولناهُ، وما عملوا به عملناهُ، وما تركوه تركناه، يسعنا أن نمسك عما أمسكوا، ونتبعهم فيما بينوا، ونقتدى بهم فيما استنبطوه ورواه فى الحوادث ولا نخرج عن جماعتهم فيما اختلفوا فيه أو فى تأويله: وكل ما قدمناه ذكره فهو قول أهل السنة وأئمة الناس فى الفقه والحديث على ما بيناه، وكله قول مالك، فمنه منصوص من قوله ومنه معلوم من مذهبه.

ثم قال إبن ابى زيد: قال مالك: والعمل أثبت من الاحاديث، قال من اقتدى به إنه يضعف (وفى نسخة يصعب) أن يقال فى مثل ذالك: حدثنى فلان عن فلان: وكان رجال من التابعين يبلغهم عن غيرهم الأحاديث فيقولون: ما نجهل هذا، ولكن مضى العمل على غيره. (وفى نسخة: على خلافه)

امام جلیل ابن ابی زید القیر وانی متوفی ۳۸۹ھ کا ارشاد

وہ اہل حق اور اہل سنت کے عقائد شمار کراتے ہوئے فرماتے ہیں اور ان کے طریقۂ کار کا تذکرہ کرتے ہیں سنتوں کو تسلیم کرنے کے بعد کسی رائے سے ان کا معارضہ نہیں کیا جاسکتا نہ کسی قیاس کے ذریعہ ان کو رد کیا جاسکتا ہے، البتہ سلف صالح نے ان میں سے جس کے اندر تاویل کی ہے ہم بھی اس میں تاویل کریں گے اور جس پر انہوں نے عمل کیا ہے، ہم بھی اس پر عمل کریں گے اور اس میں سے جس کو انہوں نے ترک کردیا ہے ہم بھی اس کو ترک کریں گے ہمارے لیے اس کی گنجائش ہے کہ ہم اس سے باز رہیں جس سے سلف صالح باز رہ چکے ہیں اور ان کی پیروی اُس میں کریں جس کو انہوں نے بیان کردیا ہے اور ہم ان کی اقتداء کریں گے ان مسائل میں جن کا انہوں نے استنباط کیا ہے نئے حادثات میں جو ان کی رائے ہے اور جن مسائل میں ان کے درمیان اختلاف ہے یا جس کی تاویل میں ان کے درمیان اختلاف ہے ہم ان کی جماعت سے باہر نہیں نکلیں گے یہ جو کچھ ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے وہ اہل سنت فقہ اور حدیث کے ائمہ کا قول ہے جیسا کہ میں نے اس کو بیان کردیا ہے اور یہ کل کا کل امام مالک کا قول ہے کچھ تو ان کی تصریحات سے ہے اور کچھ ان کے مذہب سے معلوم ہوتا ہے۔

اس کے بعد ابن ابی زید القیر وانی فرماتے ہیں امام مالک نے ارشاد فرمایا ہے کہ احادیث کے مقابلہ میں عمل زیادہ ثابت شدہ امر ہوتا ہے۔

جن کی میں اقتدا کرتا ہوں ان کا کہنا ہے کہ یہ بات کمزور سمجھی جائے گی اور ایک روایت میں ہے مشکل سمجھی جاتی ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں حدثنی فلان عن فلان کہا جائے تابعین میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ ان کے پاس دوسروں سے حدیثیں پہنچتی تھیں تو کہہ دیتے ہم ان حدیثوں سے بے خبر نہیں ہیں، لیکن عمل اس کے غیر پر ہے اور ایک نسخہ میں ہے لیکن عمل اس کے خلاف ہے۔

وكان محمد بن ابى بكر بن حزم ربما قال له أخوه: لِمَ لَمْ تقض بحديث كذا؟ فيقول لم اجد الناس عليه قال النخعي: لو رأيت الصحابة يتوضئون الى الكوعين (يعنى الى الرسغين) لتوضأت كذالك، وأنا أقرؤها (الى المرافق) وذالك لأنهم لا يتهمون فى ترك السنن، وهم أرباب العلم، وأحرص خلق الله على إتباع سنة رسوله صلى الله عليه وسلم، فلا يظنن بهم ذالك أحد إلا ذو ريبة فى دينه.

قال عبدالرحمن بن مهدى (ت ١٩٨هـ) السنة المتقدمة من سنة اهل المدينة خير من الحديث:

وقال سفيان بن عيينه: الحديث مضلة إلا للفقهاء. يريد أن غيرهم قد يحمل شيئًا على ظاهره وله تأويل من حديث غيره، أو دليل يخفى عليه، أو متروك أوجب تركه غير شيئ مما لا يقوم به إلا من استبحر وتفقه: وقال إبن وهب كل صاحب حديث ليس له امام فى الفقه فهو ضالّ، ولولا أن الله أنقذنا بمالك والليث لضللنا. (أنظر كتاب الجامع لابن أبي زيد رحمه الله ص ١٣٩/ثم١٤٨–١٥١)

وقال إبراهيم النخعي رحمه الله تعالىٰ: لو لم يغسلوا إلا الظفر ماجاوزناه، كفى إزراءً اعلى قومٍ أن نخالف أعمالهم.
(ألحجة للحافظ أبى القاسم الأصبهانى ٢/٤٠١)

اور محمد بن ابی بکر بن حزم سے بہت مرتبہ ان کے بھائی نے کہا آپ فلاں حدیث کے مطابق فیصلہ کیوں نہیں کرتے تو وہ جواب دیتے میں نے لوگوں کا عمل اس حدیث پر نہیں پایا ہے۔ امام نخعی فرماتے ہیں اگر میں صحابہ کرام کو دیکھتا کہ وہ گٹوں تک اور کلائیوں تک ہی وضو کرتے ہیں تو میں بھی اسی طرح وضو کرتا، اگر چہ میں آیت میں الی المرافق پڑھتا اس لیے کہ صحابہ پر سنت ترک کرنے کی تہمت نہیں رکھی جاسکتی وہ تو اصحاب علم اور اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ اس کے نبی کی سنت پر حریص تھے بنابریں کوئی ان پر ترک سنت کا ہرگز گمان نہیں کرسکتا سوا اس شخص کے جو دین کے معاملہ میں خود متہم ہو۔

عبدالرحمٰن بن مہدی متوفی ۱۹۸ھ کا ارشاد ہے مدینہ والوں کی سنت میں سے پہلے والی (یعنی صحابہ وتابعین کے زمانہ کی) سنت حدیث کے مقابلہ میں زیادہ بہتر ہے۔

اور سفیان عیینہ فرماتے ہیں حدیث فقہاء کے علاوہ دوسروں کو گمراہ کردینے والی چیز ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ غیر فقیہ حدیث کو کبھی اس کے ظاہر پر محمول کرلیتا ہے، حالاں کہ اس میں دوسری حدیث کی وجہ سے تاویل کی جاتی ہے یا کسی ایسی دلیل کی وجہ سے جو اس غیر فقیہ پر مخفی رہ گئی ہے یا وہ حدیث متروک ہوگئی ہے اور اس کا ترک واجب کرنے والی کوئی دوسری چیز ہوتی ہے جس کو بطور حجت صرف متبحر عالم یا ماہر فقیہ ہی پیش کرسکتا ہے عبداللہ ابن وہب کا ارشاد ہے جس صاحب حدیث کا فقہ میں کوئی امام نہیں وہ گمراہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو امام مالک اور امام لیث کے ذریعہ نہ بچاتا تو ہم گمراہ ہوجاتے۔ (کتاب الجامع لابن زید القیروانی ص ۱۳۹و۱۴۸و۱۵۱)

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا ارشاد

فرماتے ہیں اگر صحابہ وضو میں صرف ناخن دھوتے تو ہم بھی اس سے زیادہ نہ دھوتے کیوں کہ کسی قوم پر عیب لگانے کے لیے اتنا کافی ہے کہ ہم اس قوم کی عمل میں مخالفت کریں (الحجۃ للحافظ ابی القاسم الاصبہانی ج ۲: ص ۴۰۱)

وسئل إبن الماجشون رحمه الله (ت ٢١٣هـ): لِمَ رَوَيْتُمُ الحديث ثم تركتموه: قال: ليعلم أنّا على علم تركناه.

(ترتيب المدارك للقاضي عياض ١/ ٦٦)

قال الامام سفيان الثورى رحمه الله (ت ١٢٦هـ) قد جاء ت احاديث لايوخذ بها. (شرح العلل لابن رجب ٢٩/١)

ز قال الامام القاضي ابويوسف المتوفى ١٨٢هـ رحمه الله

العامي اذا سمع حديثا ليس له أن يأخذ بظاهره لجواز أن يكون مصروفا عن ظاهره أومنسوخا خلاف الفتوى، (الكفاية ج٢: ص ٢٩٤) ط

وقال إبن ابى الزناد (ت ١٧٤هـ): كان عمر بن عبدالعزيز يجمع الفقهاء ويسألهم عن السنن والأقضية ألتى يعمل بها فيثبتها، وما كان منه لا يعمل به الناس ألغا وان كان مخرجه من ثقة.

(ترتيب المدارك ٦٦/١)

وقال الامام الحافظ الرامهرمزى رحمه الله (ت نحو ٣٦٠) فى المحدث الفاصل (ص٣٢٢) وليس يلزم المفتى أن يفتى بجميع ماروى، ولا يلزمه ايضا أن يترك رواية مالا يفتى به وعلى هذا مذاهب جميع فقهاء الامصار، هذا مالك يرى العمل بخلاف كثير مما يروى. إنتهى.

ابن الماجشون کا جواب متوفی ۲۱۳ھ

ان سے سوال کیا گیا تم لوگوں نے حدیثوں کو روایت کرنے کے بعد ان پر عمل ترک کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے ترک کیا تا کہ یہ بات جان لی جائے کہ ہم نے ایک علم کی بنیاد پر ان پر عمل نہیں کیا ہے۔ (ترتیب المدارک للقاضی عیاض ج۱: ص٦٦)

امام سفیان ثوری متوفی ۱۲٦ھ کا فرمان

ایسی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں جن پر عمل نہیں کیا جاتا ہے۔

(شرح العلل لابن رجب ج۱: ص۲۹)

ز قاضی ابو یوسف متوفی ۱۸۲ھ کا ارشاد عالیشان

عام آدمی جب کسی حدیث کو سنے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ظاہر حدیث سے جو سمجھا ہے اس پر عمل کرے کیوں کہ ممکن ہے کہ ظاہری معنی مراد نہ ہوں یا وہ حدیث منسوخ ہو؟ بخلاف فتویٰ کے (کیوں کہ فتویٰ میں یہ شبہ نہیں ہوتا، اس لیے کہ مجتہد نے پوری تحقیق کے بعد ہی فتویٰ دیا ہے) (کفایہ ج۲: ص۲۹۴) ط

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عمل مبارک

ابن ابی الزناد متوفی ۱۷۴ھ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ فقہاء کرام کو جمع فرماتے تھے اور ان سے سنتوں اور ان فیصلوں کو دریافت کرتے تھے جن پر عمل کیا جائے گا تب ان کو ثبت فرماتے تھے اور ان میں سے جو متروک العمل ہوتے ان کو بیکار چھوڑ دیتے تھے اگر چہ ان کے ناقل ثقہ اور معتمد ہی کیوں نہ ہوتے۔ (ترتیب المدارک ج۱: ص٦٦)

امام رامہرمزی رحمہ اللہ متوفی ۳٦۰ھ تقریباً کا ارشاد مبارک

مفتی کے لیے ضروری نہیں کہ ان تمام حدیثوں کے مطابق فتوی دے جو اس نے روایت کی ہیں نہ اس پر یہ لازم ہے کہ جن پر فتویٰ نہ دے ان کو روایت کرنا ترک کر ڈالے جمیع بلاد کے فقہاء کرام کا یہی موقف ہے یہ امام مالک ہیں جو ان حدیثوں کے خلاف بھی عمل کو جائز مانتے ہیں جن کو وہ خود بکثرت روایت کرتے ہیں۔

(المحدث الفاصل ص۳۲۲)

وقـال الحافظ الفقيه محمد بن عيسى الطباع رحمه الله (ت ٢٢٤هـ) كل حديث جاء ك عن النبي صلّى الله عليه وسلّم لم يبلغك أن أحدًا من اصحابه فعله فدعه.

(الفقيه و المتفقه ١/٣٥٣-٣٥٤)

وقال الامام الاوزاعي رحمه الله (ت ١٥٧هـ) كنا نسمع الحديث فنعرضه على أصحابنا كما يعرض الدرهم الزائف، فما عرفوا منه أخذنا به، وما أنكروا تركنا. (تاريخ ابى زرعة الدمشقي ١/٢٦٥ والمحمد الفاصل ص ٣١٨)

وقد أوصى الإمام مالك إبنى أخته أبابكر و اسماعيل إبنى أبى أويس فقال لهما: أراكما تحبان هذا الشان (جمع الحديث وسماعه) وتطلبانه، قالا : ، نعم. قال: إن أحببتها أني تنتفعا به وينفع الله بكما فأقلا منه وتفقها. الفقيه والمتفقه ٢/١٥٩ والمحدث الفاصل ص ٢٤٢ و ٥٥٩)

وقال الحافظ الخطيب رحمه الله (ت ٤٦٣هـ): فى الفقيه والمتفقه (٢/٨١): وليعلم أن الاكثار من كتب الحديث وروايته لا يصير بها الرجل فقيها،إنما يتفقه باستنباط معانيه وإمعان التفكر فيه. إنتهىٰ.

فقیہ محمد بن عیسی الطباع متوفی ۲۲۴ھ کا فرمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث ایسی نقل کی جائے جس کے بارے میں تم کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ آپ کے صحابہ میں سے کسی نے اس پر عمل بھی کیا ہے تو اس حدیث کو عملا ترک کردو۔ (الفقیہ والمتفقہ ج۱:ص۳۵۳و۳۵۴)

امام اوزاعی رحمہ اللہ متوفی ۱۵۷ھ کا طریقہ کار

فرماتے ہیں ہم حدیثوں کی سماعت کرنے کے بعد ان کو اپنے اصحاب کے سامنے پیش کرتے تھے جس طرح کھوٹے سکے پیش کیے جاتے ہیں پھر ہمارے اصحاب ان میں سے جن کو پاس کرتے ہم ان حدیثوں کو قبول کر لیتے تھے اور وہ جن روایتوں کو نہ قبول کرتے ہم بھی عملاً ان کو ترک کر دیتے تھے۔

(تاریخ ابوزرعہ دمشقی ج۱:ص۲۶۵ المحدث الفاصل ص۳۱۸)

امام مالک کی اپنے بھانجوں کو نصیحت

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے دونوں بھانجوں ابوبکر اور اسماعیل جو ابواویس کے لڑکے تھے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا میں تم دونوں کو دیکھتا ہوں کہ اس کام (یعنی حدیثوں کی سماعت اور ان کو جمع کرنے کے کام) سے بہت محبت کرتے ہو اور اس کی طلب میں خوب کوشش کرتے ہو ان دونوں نے کہا جی ہاں امام مالک نے فرمایا اگر تم دونوں چاہتے ہو کہ اس سے فائدہ بھی اٹھاؤ اور تم دونوں کے ذریعہ لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے تو سماعت اور جمع کا کام کم کرو اور اس میں غور وفکر زیادہ کرو۔ (تفقیہ پیدا کرو)

(الفقیہ والمتفقہ ج۲:ص۱۵۹، المحدث الفاصل ص۲۴۲و۵۵۹)

خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ کا فرمان عالیشان

جان لینا چاہیے کہ حدیث کی کتابوں سے زیادہ روایت کرنے یا ان کو زیادہ جمع کر لینے سے آدمی فقیہ نہیں بن جاتا ہے تفقہ تو جب حاصل ہوگا کہ ان کے معانی کا استخراج کرنے اور ان میں اچھی طرح غور وفکر کرنے کی صلاحیت ہو جائے۔

وقرر الخطيب أيضا أن الرجل ليس يكفيه إذا نصب نفسه للفتيا أن يجمع فى الكتب (خمس مائة ألف حديث)، دون معرفته به ونظره فيه وإتقانه له، فان العلم هو الفهم والدارية، وليس بالاكثار والتوسع فى الرواية. (الجامع لأخلاق الراوى ٢ / ١٧٤)

تنبيهان: ألاول قد يحتج (ادعياء) حملة الحديث بقول أئمتنا: "إذا صح الحديث فهو مذهبى" وهى عبارة قالها الامام الشافعى وغيره من الائمة، وفهم البسطاء من هؤلاء أن هذه المقولة على اطلاقها، يطبقها الكبير والصغير، والعالم والجاهل، والمبتدى والمنتهي: وهذا تجن على العلم، فقد قال الامام النووى الحافظ الفقيه رحمه اللّٰه. روينا عن إمام الأئمة أبى بكر محمد بن اسحاق بن خزيمة ـ وكان من حفظ الحديث ومعرفة السنة بالغاية العاليه ـ أنه سئل: هل سنة صحيحة لم يودعها الشافعى كتبه؟ قال: لا. ومع هذا فاحتاط الشافعى رحمه اللّٰه ـ لكون الاحاط ممتنعة على البشر ـ فقال ما هو ثابت عنه من أوجه من وصيته بالعمل بالحديث الصحيح، وترك قوله المخالف للنص الثابت الصريح، وقد إمتثل أصحابنا رحمهم اللّٰه وصيته وعملوا بها فى مسائل كثيرة مشهورة... ولكن لهٰذا شرط قل من يتصف به فى هذه الأزمان. (زمن الامام النووى ٦٣١-٦٧٦هـ، لا زماننا الذى عم فيه الجهل وطم)، وقد أوضحته فى مقدمة شرح المهذب.

(انظر تهذيب الاسماء واللغات ١/ ٥١)

نیز خطیب نے یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کو فتوے کا کام کرنے کے لیے صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ کتابوں میں پانچ لاکھ حدیثیں جمع کرلے جب کہ اس کے اندر ان حدیثوں میں معرفت اتقان اور غور وفکر کرنے کی اہلیت بھی نہ حاصل ہو، اس لیے کہ حقیقی علم تو سوجھ بوجھ اور فہم وتدبر کا نام ہے صرف وسیع پیمانہ پر نقل کرنے اور کثرت سے حدیث سننے یا جمع کر لینے کا نام علم نہیں ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی ج ۲/ ص ۱۷۳)

دو اہم ترین نوٹ

۱ بعض مدعیان اہل حدیث ہمارے ائمہ کے اس قول سے حجت پکڑتے ہیں کہ ان کا ارشاد ہے جب حدیث صحیح ثابت ہوجائے تو وہی میرا مذہب ہے یہ ایک جملہ ہے جو امام شافعی ودیگر ائمہ کرام نے فرمایا ہے مگر سطحی علم والے اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی شرط اور قید نہیں ہے ہر چھوٹا بڑا اور عالم وجاہل مبتدی یا منتہی جو چاہے اس کا استعمال کرلے، حالاں کہ یہ طریقہ علم کے ساتھ ناانصافی اور سراسر ظلم ہے فقیہ اور حافظ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام الائمہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے ہم نے نقل کیا ہے (جن کا مقام حفظ حدیث اور سنت کی معرفت میں بہت بلند تھا) کہ ان سے سوال کیا گیا کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں کسی سنت ثابتہ کو نقل نہیں بھی کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا ایسا نہیں ہے تاہم امام شافعی نے بہت احتیاط برتی ہے کیوں کہ تمام سنتوں کا احاطہ کرلینا کسی بھی انسان کے لیے محال ہے بنا بریں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے جو ان سے مختلف طریقوں سے منقول ہے کہ انہوں نے حدیث صحیح پر عمل کی وصیت کی ہے اور ثابت شدہ نص کے خلاف اپنے قول کو ترک کرنے کی تاکید کی ہے اور ہمارے اصحاب شوافع نے ان کی وصیت پر بہت سے معروف مسائل میں عمل بھی کیا ہے اور اس وصیت کی تعمیل کی ہے لیکن اس کام کے لیے ایک شرط ہے کیوں کہ ایسا شخص جو اس وصیت کو استعمال کرنے کی اہلیت رکھتا ہو ہمارے زمانہ میں قلیل الوجود ہے یعنی امام نووی کے زمانہ میں جو ۶۳۱ھ سے ۶۷۶ھ تک ہے نہ کہ ہمارے دور میں جس میں جہالت عام وتام ہے۔ اس شرط کی وضاحت شرح المہذب کے مقدمہ میں کردی ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات ج ۱: ص ۵۱)

وقد بين الامام النووى هذا الشرط فى مقدمة المجموع شرح المهذب (١/١٠٤-١٠٥) فقال: وهذا الذى قاله الشافعي ليس معناه أن كل أحد رأى حديثا صحيحا قال: هذا مذهب الشافعي وعمل بظاهره، وإنما هذا فيمن له رتبة الاجتهاد فى المذهب على ما تقدم من صفته أو قريب منه، وشرطه: أن يغلبت على ظنه أن الشافعي رحمه الله لم يقف على هذا الحديث، أو لم يعلم صحته، وهذا إنما يكون بعد مطالعة كتب الشافعي كلها، ونحوها من كتب أصحابه الآخذين عنه، وما اشبهها.

وهذا شرط صعب قل من يتصف به. وإنما اشترطوا ما ذكرنا لأن الشافعي رحمه الله ترك العمل بظاهر احاديث كثيرة رأها وعلمها، لكن قام الدليل عنده على طعن فيها أو نسخها، أو تخصيصها أو تأويلها أو نحو ذالك.

قال الشيخ أبوعمرو (هو الحافظ ابن الصلاح) رحمه الله، ليس العمل بظاهر ما قاله الشافعي بالهين فليس كل فقيه يسوغ له ان يستقل بالعمل بما يراه حجة مِنَ الحديث.. انتهىٰ.

اذا صح الحدیث فہو مذہبی کا مطلب کیا ہے؟

المجموع شرح المہذب کے مقدمہ ج۱: ص۱۰۴ و۱۰۵ پر امام نووی علیہ الرحمہ نے اس قول پر عمل کرنے کی شرط بیان فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں امام شافعیؒ نے یہ جو فرمایا یہ (کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو آدمی بھی کسی حدیث کو صحیح سمجھ لے وہ کہنے لگے کہ یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور اس کے ظاہری معنی پر عمل شروع کردے بلکہ یہ حق تو صرف اس شخص کو پہنچتا ہے جو اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ کو پا چکا ہو جس کی تفصیل پہلے بتادی گئی ہے یا پھر کم از کم مرتبہ اجتہاد کے قریب پہنچ چکا ہو اس کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ اس کا غالب گمان ہو کہ امام شافعی علیہ الرحمہ اس حدیث پر مطلع نہ ہوسکے یا انہوں نے اس کی صحت تسلیم نہ کی تھی اور یہ فیصلہ جب ہوگا کہ امام شافعی کے تمام کتابوں کا مطالعہ کر چکا ہو اور اس طرح کی وہ کتابیں مطالعہ سے گذر چکی ہوں جو امام شافعی سے استفادہ کرنے والوں نے تیار کی ہیں یا جو ان کے مثل کتابیں ہیں تو یہ ایک کڑی شرط ہے کیوں کہ اس شان کا آدمی قلیل الوجود ہے یہ شرط جو ہم نے ذکر کی لوگوں نے اس لیے لگائی ہے کہ امام شافعی نے بہت سی ایسی حدیثوں کے ظاہر معنی پر عمل نہیں کیا ہے جن کو وہ جانتے بھی تھے اور جن سے اچھی طرح واقف بھی تھے، لیکن چوں کہ ایسی حدیثوں میں کسی عیب پر ان کے علم میں دلیل موجود تھی یا ان کا منسوخ ہونا معلوم تھا یا ان میں کسی تخصیص یا تاویل کے وہ قائل تھے یا اسی طرح کی کوئی بات تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ان حدیثوں پر عمل ترک کیا شیخ ابوعمرو یعنی حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے جو اذا صح الحدیث فہو مذہبی فرمایا ہے اس کے ظاہر پر عمل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے پس ہر فقیہ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بطور خود جس حدیث کو حجت سمجھے اس پر عمل شروع کردے۔

ز **وقال ابن حجر في باب رفع اليدين اذا قام من الركعين**

واما كونه مذهبا للشافعي لكونه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي ففيه نظر ووجه النظر أن محل العمل بهذه الوصية ما اذا عرف أن الحديث لم يطلع عليه الشافعي أما اذا عرف أنه اطلع عليه ورده أو تأوله بوجه من الوجوه فلا: والامر هنا محتمل.

(فتح الباري ج۲: ص۲۸۳) ط

التنبيه الثاني: قد يقول قائل: (ألمسلم مامورٌ باتباع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، وغير مامورٍ باتباع غيره) والجواب أن التمسك بالسنة هدى، وتركها ضلال، وأئمتنا إما أن يكونوا تمسكوا بالسنة، فهم على هدى ومن اتبعهم على هدى أيضا وإما أن يكونوا تركوا السنة وهجروها، فهم على ضلال ومن إتبعهم على ضلال، وهذا والله من المحال.

ز حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ بخاری کی شرح باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین کے تحت فرماتے ہیں تیسری رکعت کے شروع میں ہاتھ اٹھانا امام شافعی کا اس لیے مذہب قرار پانا چاہیے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے یہ بات محل نظر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی کی یہ وصیت اس صورت کے لیے ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس حدیث پر وہ مطلع تھے مگر انہوں نے اس کو رد کر دیا ہے یا کسی وجہ سے اس میں تاویل کرلی ہے تو اس صورت میں ان کی اس وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا اور اس مسئلہ میں دونوں کا احتمال ہے (اس لیے روایت صحیح ہونے کے باوجود یہ ان کا مذہب قرار نہیں پائے گا) ط

دوسری تنبیہ یعنی نوٹ ۲

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا پابند بنایا گیا ہے غیر نبی کی پیروی کا پابند نہیں بنایا گیا ہے (یعنی اماموں کی پیروی مسلمان پر لازم نہیں ہے)۔ جواب یہ ہے کہ سنت پر جم کر عمل کرنے میں ہدایت ہے اور اس کے ترک کرنے میں گمراہی ہے تو ان اماموں نے اگر سنت سے تمسک کیا ہے تو وہ خود بھی ہدایت پر ہیں اور جو ان کی پیروی کر رہے ہیں وہ بھی ہدایت پر ہیں اور اگر ان اماموں نے سنت کو ترک کر دیا اور اس کو چھوڑ ڈالا ہے تو وہ خود بھی گمراہی میں ہیں اور وہ بھی جو ان کی پیروی کر رہے ہیں لیکن یہ بات کہ انہوں نے ترک سنت کر رکھا ہے اور گمراہی میں ہیں۔ واللہ محال ہے۔

والكلام المتقدم فى هذه الرسالة عن أئمتنا، يوضح لنا المنهجية الصحيحة لكيفية التعامل مع السنة، حتى لا يقع المتمسك بالسنة فى محظورات نهت عنها السنة نفسها، فآلات الاجتهاد المطلق والمقيد يجب أن تكون متوفرة فيمن يريد التمسك بالحديث الشريف (من جهة احاديث الاحكام طبعا، لا من جهة الاداب والاخلاق)

فالعمل بالحديث يجب أن يخضع لشروط، منها صلاحية الحديث نفسه للعمل به كخضوعه لقواعد الحديث من ناحية السند، وخضوعه لقواعد أصول الفقه من ناحية المتن.

خاتمة

قال الامام المجتهد سفيان الثورى رحمه الله تعالىٰ: إذا رأيت الرجل يعمل العمل الذى قد اختلف فيه وأنت ترى غيره: فلا تنهه.
(الفقيه والمتفقه ۶۹/۲)

وقال الامام المجتهد الأوزاعى رحمه الله تعالىٰ فى الذى يقبل إمرأته إن جاء يسألنى، قلت: يتوضاء: وان لم يتوضاء لم أعب عليه.
(التمهيد لابن عبدالبر ۱۷۲/۲۱)

وقال التابعى يحيى بن سعيد الانصارى رحمه الله ت (۱۴۴هـ)
أهل العلم اهل توسعة، وما برح المفتون يختلفون، فيحلل هذا، ويحرم هذا، فلا يعيب هذا على هذا، ولا هذا على هذا.
(تذكرة الحفاظ للذهبى (۱۳۹/۱)

اس رسالہ میں ہمارے ائمہ کی جو گفتگو ماقبل میں گذر چکی ہے وہ ہمارے سامنے سنت کے ساتھ ہمارے تعامل کی کیفیت کے لیے صحیح طریقہ کار کی وضاحت کرتی ہے، تاکہ سنت پر عمل کرنے والا ان خطرات سے اپنے کو روک سکے جن سے خود سنت نے روکا ہے اس لیے اجتہاد مطلق یا مقید کے لے اہلیتیں بھرپور ہونی ضروری ہیں اس شخص کے اندر جو براہ راست حدیث پاک سے استدلال کرنا چاہتا ہے یعنی احکام والی حدیثوں سے نہ کہ آداب واخلاق پر مشتمل حدیثوں سے استدلال کے لیے یہ اہلیتیں درکار ہیں۔

پس حدیث پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ وہ چند شرطوں کے تابع ہو، انہیں شرطوں میں یہ بھی ہے کہ نفس حدیث قابل عمل ہو، جیسے کہ حدیث کا قواعد کے تابع ہونا ضروری ہے سند کے لحاظ سے اور متن کے لحاظ سے اصول فقہ کے ضابطوں کی پیروی ضروری ہے۔

خاتمہ

امام مجتہد سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر تم کسی آدمی کو ایسے مسئلہ پر عمل کرتا ہوا دیکھو جس میں اختلاف ہے اور تمہارا مذہب اس عمل کرنے والے کے خلاف ہے تو اس کو تم ہرگز منع نہ کرو۔ (الفقیہ والمتفقہ ج۲:ص۶۹)

امام اوزاعی علیہ الرحمۃ اپنی عورت کا بوسہ لینے والے کے وضوء کے مسئلہ میں فرماتے ہیں اگر میرے پاس آکر مسئلہ دریافت کرے گا تو میں جواب دوں گا کہ بوسہ سے وضوٹوٹ چکا، لہٰذا وضوء کرے لیکن اگر وہ شخص وضوء نہیں کرتا تو میں اس پر طعنہ بھی نہیں دوں گا۔ (التمہید لابن عبدالبر ج۲۱:ص۱۷۲)

یحیٰی بن سعید انصاری متوفی ۱۴۴ھ تابعی جلیل فرماتے ہیں

اہل علم وسیع الذہن اور کشادہ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ مفتیان کرام میں اختلاف ہوتا رہا ہے ایک مفتی ایک چیز کو حلال بتاتا ہے اور دوسرا اسی چیز کو حرام قرار دیتا ہے لیکن کوئی کسی پر طعنہ زنی نہیں کرتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج۱:ص۱۳۹)

وقال إبن تيمية: وأما الاختلاف في الاحكام فاكثر من أن ينضبط. ولو كان كلما إختلف مسلمان في شيئ تهاجرا: لم يبق بين المسلمين عصمة ولا أخوة، ولقد كان أبوبكر وعمر يتنازعان في اشياء لايقصدان إلَّا الخير، (ثم ذكر حديث بني قريظة ثم قال) وهذا وإن كان في الاحكام، فما لم يكن من الاصول المهمة فهو ملحق بالاحكام.

(مجموع الفتاویٰ ۱۷۳/۲٤)

ز مکتوب عمر بن عبدالعزيز الي الأفاق

عن حميد هو حميد الطويل المتوفي ١٤٢هـ قال قلت لعمر بن عبدالعزيز لو جمعت الناس على شيئ فقال ما يسرني أنهم لم يختلفوا قال ثم كتب الى الافاق أو الي الا مصار ليقضي كل قوم بما اجتمعت عليه فقهاؤهم. (سنن الدارمي ج۲: ص۱۰۰)

(دار الكتب العلمية بيروت) ط

ز قال أبوعمرليس لاحد من علماء الأمة يثبت حديثا عن النبی صلّى الله عليه وسلم ثم يرده دون ادعاء نسخ عليه باثر مثله أو اجماع أو بعمل يجب على اصله الأنقياد إليه أو طعن في سنده ولو فعل ذالك أحد لسقطت عدالته فضلا أن يتخذ إماما ولزمه إثم الفسق.

(جامع بيان العلم وفضله ج۲/ص۱٤۸) ط

حافظ ابن تیمیہؒ کا قیمتی فرمان عالی

فرماتے ہیں احکام میں اختلاف تو ضبط وتحدید سے باہر ہے پس اگر جب بھی دو مسلمان کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تعلق منقطع کرلیا کرے تو آپس میں مسلمانوں کے درمیان عصمت و بھائی چارگی ہی ختم ہو کر رہ جائے گی، بلاشبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسائل میں اختلاف کر بیٹھتے تھے، مگر دونوں کا مقصد چند ہوتا تھا۔

(پھر ابن تیمیہ نے بنو قریظہ والی حدیث **لا يصلين احدكم إلا في بني قريظة**) کا تذکرہ کیا ہے) اور فرمایا پس یہ اختلاف احکام و فروع میں تھا مگر جب تک بنیادی اہم باتوں میں نہ ہوگا احکام میں ہی سمجھا جاتا رہے گا۔

(مجموع الفتاویٰ ج۲۴: ص۱۷۳)

ز حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا منشور مملکت اسلامیہ کے نام

حمید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے عرض کیا کہ اگر آپ جمع کردیتے لوگوں کو ایک بات پر فرمایا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ ان میں اختلاف نہ ہو پھر ساری اسلامی دنیا میں لکھ بھیجا کہ ہر قوم اسی فیصلے پر عمل کرے جس پر ان کے فقہاء کا اتفاق ہو۔ ط

ز حافظ ابو عمر یعنی ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

علمائے امت میں سے کسی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ تسلیم کرلینے کے بعد پھر اس کو رد کردے الا یہ کہ اُسی جیسے اثر یا اجماع یا کسی ایسے عمل کے ذریعہ جس کی پیروی اس کے اصول پر ضروری ہو (ان تین میں سے کسی ایک چیز کی بنیاد پر) اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرے یا اس کو حدیث کی سند میں ہی کلام ہو ان باتوں کے بغیر اگر کوئی حدیث کو رد کرتا ہے تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور اس پر فسق کا گناہ لازم ہو جائے گا چہ جائیکہ اس کو امام ومقتدا بنایا جائے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج۲: ص۱۴۸) ط

ز قال الشيخ عبدالله بن الإمام محمد بن عبدالوهاب النجدى فى رسالته

ونحن فى الفروع على مذهب الامام احمد بن حنبل رحمه الله ولا تنكر على من قلد احدا من الأئمة الأربعة دون غيرهم لعدم ضبط مذاهب الغير وإننا لا تستحق مرتبة الاجتهاد المطلق ولا احد منا يدعيها إلا انا فى بعض المسائل اذا صح لدينا نص جلى من كتاب أو سنة غير منسوخ ولا مخصوص ولا معارض باقوى منه وقال به احد الأئمة الأربعة اخذنا به. (علماء نجد خلال ستة قرون ج١ : ص٥١)ط

ز قول العلامة ابن حجر المكي والإمام ولي الله الدهلوى

ونقل ابن الصلاح الإجماع على أنه لايجوز تقليد غير الائمة الأربعة فى الفتوى والحكم، (هداية الموفقين ص٦٦)

وحمل على ذالك قول ابن الصلاح لايجوز تقليد غير الائمة الاربعة أى فى قضاء وإفتاء (عقد الجيد ص٤٩) ط

ز ے كتبها عن دخوله مع الامير سعود بن عبدالعزيز حين استيلائه على مكة فى يوم السبت الثامن من شهر محرم عام ١٢١٨هـ

والشيخ عبدالله ولد فى مدينته الدرعية ١١٦٥ وتوفى ١٢٤٤ بالقاهره. ط

ز امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے صاحبزادے شیخ عبداللہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں

ہم لوگ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر فروع مسائل میں عامل ہیں اور جو شخص چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی بھی پیروی کرتا ہے ہم اس پر انکار نہیں کرتے ہیں ہاں ان چار کے علاوہ کی پیروی پر ہم نکیر کرتے ہیں کیوں کہ ان کے مذاہب منضبط نہیں ہیں اور ہم لوگ اجتہاد مطلق کے مرتبہ کا استحقاق نہیں رکھتے ہیں نہ ہم میں کا کوئی اس کا دعوے دار ہے البتہ بعض مسائل میں جب ہمارے نزدیک کتاب و سنت کی کوئی واضح نص ایسی آجاتی ہے جو نہ منسوخ ہے نہ مخصوص اور نہ اپنے سے زیادہ مضبوط نص کے معارض تو ہم اس پر عمل کر لیتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی اس کا قائل ہو۔ (علمائے نجد خلال ستۃ قرون ج۱: ص۱۵) ط

ز محدث عمرو ابن صلاح کا دعویٰ کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ ابن صلاح نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ قضاء اور افتاء میں ائمہ اربعہ کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں۔ (ہدایۃ الموفقین ص ۶۶)

امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہی محمل ہے ابن صلاح کے اس قول کا کہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں ہے یعنی افتاء اور قضاء میں۔ (عقد الجید ص ۴۹) ط

ز ولم تختلف العلماء أن العامة عليها تقليد علمائها وأنهم المرادون بقول الله عزوجل (فاسئلوا اهل الذكر إن كنتم لا تعلمون) وأجمعوا على أن الاعمى لا بدله من تقليد غيره ممن يثق بميزه بالقبلة اذا أشكلت عليه فكذالك من لا علم له ولا بصر بمعنى ما يدين به لابد له من تقليد عالمه وكذالك لم يختلف العلماء أن العامة لايجوز لها الفتيا وذالك والله اعلم لجهلها بالمعانى ألتى منها يجوز التحليل والتحريم والقول في العلم. (جامع بيان العلم وفضله ج٢: ص١٥٥) ط

ز قال إمام الحرمين الذى ذهب اليه اهل التحقيق أن منكرى القياس لايعدون من علماء الأمة وحملة الشريعة لأنهم معاندون مباهتون فيما ثبت استفاضة وتواترا ولأن معظم الشريعة صادرة عن الاجتهاد ولاتكفى النصوص بعشر معشارها وهؤلاء ملتحقون بالعوام.

(قاله النووى فى تهذيب الاسماء والصفات تحت ترجمة داؤد الظاهرى) ط

وصلّى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم كلما ذكرهُ الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون.

ز اس معاملہ میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عوام پر علماء کی تقلید واجب ہے اور اس میں بھی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون سے علماء ہی مراد ہیں اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ نابینا آدمی پر جب قبلہ کا رخ مشتبہ ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کی تقلید کرے جس کو قبلہ کی تمیز کرنے کا وثوق ہو، اسی طرح دین کے معاملے میں جس شخص کے اندر علم و بصیرت کا فقدان ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ عالم کی تقلید کرے ایسا ہی اہل علم کا اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ عام آدمی کے لیے فتویٰ دینا جائز نہیں اس لیے کہ وہ ان حقائق سے واقف نہیں جن کے ذریعہ حلال و حرام کرنا پڑتا ہے یا جن کے ذریعہ علم میں بحث و گفتگو کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

ز داؤد ظاہری اور ان کے ہم خیال اہل حدیث کا شمار علماء میں نہیں ہے

امام الحرمین فرماتے ہیں اہل تحقیق کا مذہب ہے کہ قیاس (اجتہاد) کے انکار کرنے والوں کا شمار علمائے امت اور حاملین شریعت میں نہیں ہے، کیوں کہ جو چیز مستفیض اور متواتر طریقہ سے ثابت ہے یہ لوگ اس کے خلاف ہٹ دھرمی اور الزام تراشی کرتے ہیں، حالاں کہ شریعت کا بڑا حصہ اجتہاد (قیاس) سے ہی ثابت ہے اور اس کے دسویں حصہ کے لیے بھی نصوص کافی نہیں، اس لیے ان کا شمار عوام میں ہوگا۔ ط

وصلّى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم كلما ذكرهُ الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون.

اصلاحی خطبات

تالیف: مولانا محمد تقی عثمانی

اصلاحی، معاشرتی، دینی اور علمی تقریروں کا مجموعہ جس کے لفظ لفظ سے خطیب کے اندرونی سوز گدازی کی جھلک ملتی ہے اور جس کی سطر سطر سے ان کے جذبۂ اصلاح کی مہک آتی ہے پوری کتاب تیرہ جلدوں میں ہے تمام کی تمام تقریروں پر مشتمل ہے، جس کی ہر تقریر اپنی جگہ ایک الگ کتاب ہے، ان تقریروں میں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی برائیوں اور امت مسلمہ کے اجتماعی امراض کی نشاندہی ہوتی ہے، اور ان امراض کا علاج سامنے آتا ہے کتاب اس لائق ہے کہ ہر مسلمان گھرانے کی زینت بنے خاص طور پر مدارسِ اسلامیہ کے طلبہ کے لئے یہ ایک ایسی کتاب ہے جو ان کی تقریری صلاحیتوں کو پروان چڑھا سکتی ہے۔

عمدہ کاغذ، بہترین کتابت وطباعت، خوبصورت تیرہ جلدوں میں۔

مجالس مفتی اعظمؒ

مرتب: مفتی عبدالرؤف سکھروی

وہ مفید اور کارآمد ملفوظات جو کہ مفتی صاحبؒ نے حکیم الامتؒ کی مجلس میں رہ کر اپنی یادداشت میں محفوظ کئے تھے اسی کے ساتھ وہ ملفوظات جو کہ الحسن العزیزی میں تحریر تھے پھر انہیں ملفوظات میں لوگوں کی مشکلات کے عقدے حل کئے جاتے تھے ایسے نادر ونایاب دین کے اسرار ومعارف کے تذکرے کہ ایک مرتبہ قاری جب اس کتاب کو شروع کردے تو ایک ہی مجلس میں پوری کتاب پڑھنے کو دل چاہے، سالہا سال تک مجلس میں حاضر رہنے والے، بلکہ ملفوظات پڑھنے کی خدمت انجام دینے والے جناب مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی کی عرق ریز کاوشوں کا دلفریب اور اچھوتے انداز کا ایک نیا شاہکار۔

عمدہ کاغذ، بہترین طباعت، خوبصورت اور پائیدار جلد۔

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

خطباتِ دین پوری

تالیف: مولانا عبدالشکور دین پوریؒ

ردِ شیعیت، ردِ غیر مقلدیت، ردِ بریلویت پر بہترین تقاریر، واعظین مقررین کے لئے ایک نادر ونایاب تحفہ آپ کی خطابت کے چمنستانِ توحید میں ارکانِ اسلام اتباعِ قرآن وسنت، فضائل صحابہ سیرت النبیؐ کی جھلک نظر آتی ہے کیونکہ علامہ دین پوریؒ نے لگاتار ۳۰ سال تک خطابت کے جواہر پاروں سے ایک عالم کو مسحور کیا، آپ کے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ صفات کے باعث تمام مکاتب فکر کے علماء آج بھی آپ کو احترام سے یاد کرتے ہیں کیوں کہ محترم کی پوری زندگی خدمت دین میں گزری، صبح وشام تبلیغ کے کام کے لئے گاؤں گاؤں شہر شہر جا کر وعظ ونصیحت کا عظیم کام انجام دیا، امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی، شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین صاحب مدنیؒ سے خاص لگاؤ اور تعلق رکھتے تھے جن کی توصیف میں آج ہمارا قلم ساکت دماغ حیران، زبان خاموش، قلب پر جوش یہ کہتا ہے کہ آج مجھے اس عالم میں ان سا عالم نظر نہیں آتا۔

عمدہ کتابت، بہترین طباعت، خوبصورت پائیدار چار جلدیں۔

علوم القرآن

مؤلف: مولانا محمد تقی عثمانی

فضائل قرآن، حقانیت قرآن، اعجازِ قرآن، تاریخ نزولِ قرآن، قرآنِ کریم کی آیتیں، تفسیر قرآن میں عقل کا دائرہ کار، قرآن اور عہد حاضر کے نظریات، غرضیکہ اپنے موضوع پر ایک منفرد تالیف دلآویز کتابت وطباعت، خوبصورت و پائیدار جلد۔

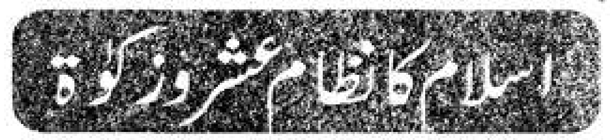
کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حیات وخدمات

تقریظ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

جس میں غالباً اردو زبان میں پہلی دفعہ امت کے رئیس المحدثین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات، ان کی علمی ودینی خدمات اور اوصاف وکمالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، اور آپ کی ذات والا صفات کے بارے میں مستشرقین اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا تشفی بخش جواب دیا گیا ہے۔

قیمت =/۹۰



از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

جس میں اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت اور برکات وفوائد، زکوٰۃ کے اموال اور نصاب ومقدار، اس کی شرائط اور ادائیگی کے طریقے وآداب، اس کے مصارف، زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے اجتماعی نظام اور زکوٰۃ سے متعلق جدید مسائل نیز صدقۃ الفطر، صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ وغیرہ کے احکام سے متعلق مذاہب اربعہ کی روشنی میں تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اخیر میں عمومی فائدے اور سہولت کے لئے زکوٰۃ کے تمام ضروری احکام مستقل طور پر جمع کردیئے گئے ہیں۔

قیمت =/۷۰

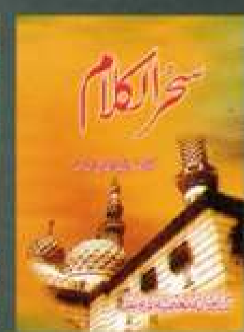
خطباتِ بنگلور (پیغمبر انسانیت ﷺ)

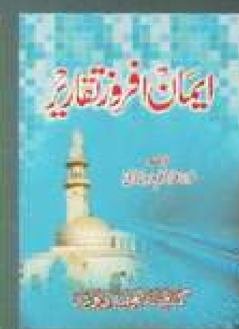
از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

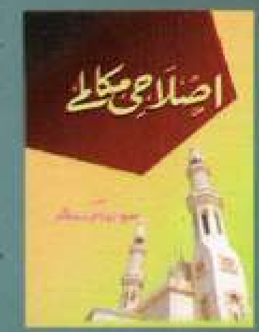
جس میں سیرتِ طیبہ کی انسانیت نوازی کے پہلو کو پیش کیا گیا ہے، غیر مسلموں، خواتین، پسماندہ طبقات، غلاموں، مزدوروں، یتیموں اور بیماروں کے بارے میں آپ ﷺ کی تعلیمات اور حسن سلوک کا ذکر کیا گیا ہے، بنیادی انسانی حقوق کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی وضاحت کی گئی ہے اور مذاہب کے تقابلی مطالعہ کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ صرف آپ ہی کی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لئے اسوہ ہوسکتی ہے۔

قیمت =/۷۰

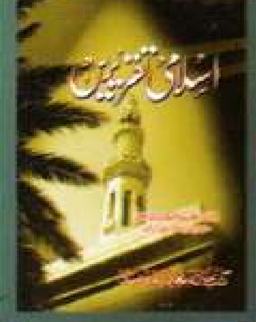
کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

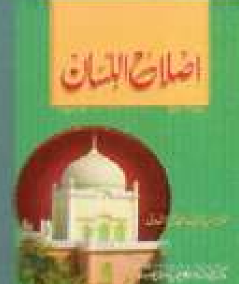


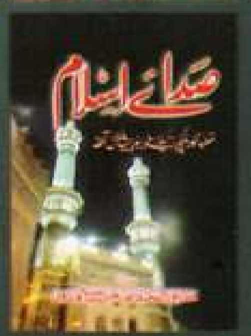


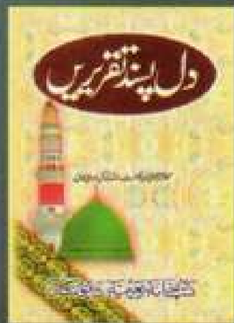


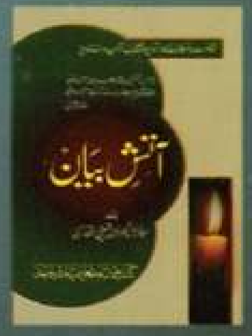


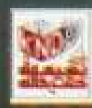
















DEOBAND-247554 (U.P.) INDIA
Ph : (01336) 223294 , 224703 , FAX : 222491
e-mail - naimiabookdepot@yahoo.com